سیر و سوانح

حضرت شاہ ہمدانؒ اور کشمیر

ڈاکٹر بدرالدین بٹ

وادی کشمیر میں تحریکی انداز میں اسلام حضرت شاہ ہمدان میر سید علی الہمدانی کی مبارک کوششوں سے داخل ہوا۔ چودھویں صدی عیسوی کے اس عظیم مبلغ و مصلح نے کشمیر کی کایا ہی پلٹ کے رکھ دی۔ یہاں کے دین و مذہب، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت اور علم و فضل میں ایک تاریخ ساز اور انقلاب انگیز تبدیلی برپا کردی۔

شاہ ہمدان کی خدمات کی اہمیت اور عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم اس دور کے ہندو سماج، تہذیب و تمدن، اخلاقی اور مذہبی صورت حال کا جائزہ لیں۔ دور جدید کے کشمیری ہندو مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام کے داخل ہونے سے قبل کشمیر سیاسی بے چینی، اخلاقی بے راہ روی، اقتصادی بدحالی اور کھوکھلی مذہبیت کی لعنتوں میں گرفتار ہو چکا تھا۔ پروفیسر این۔ کے۔ زتشی نے کلہن اور جون راج کے حوالے سے اس وقت کے سیاسی، سماجی اور اخلاقی اور اقتصادی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے: "کشمیر میں اسلام کے داخل ہونے سے قبل تین سو سالہ ہندو دور حکومت دہشت اور مایوسی کا دور ہے۔ زوال عام نے اپنی علامتیں گیارہویں صدی عیسوی سے ہی دکھانا شروع کردی تھیں جب سنگرامہ راجہ نے لہرا خاندان کے بانی کی حیثیت سے اپنے آپ کو کشمیر پر مسلط کردیا انحطاط کا عمل سماجی، اقتصادی، سیاسی غرض ہر میدان میں دکھائی دے رہا تھا۔ جیا سمہا (جو کہ آخری ہندو عبقری بادشاہ تھا) کے بعد ہندو راج تیزی سے روبہ زوال ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ١٣٢٠ء میں ابتری کی حالت میں ختم ہوگیا۔

دورِ آخر میں کشمیر کے بادشاہ عموماً کمزور، نااہل، بے وقوف اور کٹھ پتلی تھے وہ طاقتور وزیروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں میں کھلونے بن گئے تھے۔ تفرقہ انگیز قوتوں نے سر اٹھایا

اور شاہی نزاعوں، سازشوں اور خونین جنگوں نے ملک کو ابتری اور افراتفری کے گہرے سمندر میں پھینک دیا۔ کشمیر لٹیرے وزیروں اور جاگیرداروں کی مِلک بن گیا تھا۔ ان حالات میں امن و امان کو مشکل ہی سے قائم کیا جا سکتا تھا۔ لوگوں کا جان و مال غیر محفوظ تھا۔ لوگ غارت گر سرکاری افسروں اور وزیروں کے غیر انسانی مظالم اور اقتصادی استحصال کے شکار ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے قومی جائداد میں غبن کیا، مندروں کی دولت کو لوٹ لیا اور لوگوں سے نقد و جنس چھین لیے۔ عوام بھاری ٹیکسوں تلے کراہتے رہے۔ بار بار کی بغاوتوں اور خانہ جنگیوں نے اندرونی تجارت میں خلل ڈالا اور ایسے بھی مواقع آئے جب بیرونی تجارت بالکل ٹھپ ہو کر رہ گئی۔ تاجروں کا طبقہ لالچی اور بددیانت تھا۔ زوال پذیر ذرائع آمدنی اور بادشاہوں کی عیاشیوں نے کشمیر کے قومی خزانوں کو خالی کر دیا۔ راجا اننتا (۱۰۲۸ء-۱۰۶۳ء) اس حد تک مقروض ہو گیا تھا کہ اسے اپنا تاج و تخت ایک بیرونی تاجر کو گرو رکھنا پڑا۔ ان میں سے بعض اس قدر بے لگام اور شہوت پرست تھے کہ قریب ترین رشتہ دار بھی ان کی شہوت رانی کی زد میں رہتے تھے۔

شاہ ہمدان کا نام نامی علی تھا۔ ان کے سال ولادت کے بارے میں تذکرہ نگاروں اور مورخوں کے درمیان اختلاف ہے۔ نزہتہ الخواطر[3]، بروکلمان[4]، کشمیر[5]، تحائف الابرار[6]، تذکرہ علمائے ہند[7]، قاموس الاعلام[8]، دائرہ معارف اسلامیہ[9] میں ان کا سال ولادت ۷۱۴ ھ بمطابق ۱۳۱۴ء درج ہے۔ اسی کو پروفیسر محمد ریاض[10]، پروفیسر محب الحسن[11]، پروفیسر رفیق[12]، ڈاکٹر یارمو[13] اور بامزے[14] نے بھی قبول کیا ہے۔ مگر صاحب "خلاصتہ المناقب" نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ ہمدان کی وفات ۷۸۶ ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر تہتر برس تھی[15]۔ اس لحاظ سے آپ کا سال ولادت ۷۱۳ ھ ہی بنتا ہے جو ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے خیال میں قرین صواب[16] ہے۔ مولانا جعفر بدخشی شاہ ہمدان کے نامور مرید رہے ہیں اور ان کی خلاصتہ المناقب اس سلسلے میں اہم ترین اور قدیم ترین ماخذ ہے لہٰذا ان کا بیان زیادہ قابل اعتماد معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ شاہ ہمدان کی ولادت ۷۱۳ھ مطابق ۱۳۱۳ء میں ہوئی۔

شاہ ہمدان کے والد محترم شہاب الدین علوی سید تھے۔ آپ ہمدان کے گورنر (حاکم) تھے[17]۔ لگتا ہے کہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ شاہ ہمدان کی تعلیم و تربیت خود نہیں کر پاتے تھے اس لیے شاہ ہمدان اپنے ماموں اور وقت کے مشہور و معروف صوفی سید علاء الدولہ سے منسلک ہو گئے[18]۔ ان ہی کی آغوش تربیت میں شاہ ہمدان نے ابتدائی تعلیم و تربیت کے

علاوہ قرآن مجید حفظ کیا[۱۹]۔ بارہ سال تک اپنے ماموں کے زیرِ تربیت رہے اس کے بعد سلوک وطریقت کی تعلیم وتربیت شیخ محمود مزدقانی اور تقی الدین علی دوستی سے حاصل کی[۲۰]۔ اس کے علاوہ بعض روایات کے مطابق سید علاء الدولہ سمنانی سے بھی کسب فیض کیا[۲۱]۔ علی دوستی اور محمود مزدقانی کے یہاں شاہ ہمدان کو برسوں کسرِ نفسی، ضبطِ نفس، تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن کی کڑی اور صبر آزما مشقتوں سے گزرنا پڑا جب جاکے انھوں نے آسمان سلوک پر وہ تابندگی حاصل کی جس نے ایک عالم کو منور کر دیا۔

اپنے استاذ شیخ محمود مزدقانی کی ہدایت پر آپ نے تین بار ربع مسکون کے اسلامی ممالک کی سیاحت کی۔ ہر سفر سات سال میں مکمل ہوتا تھا اس طرح انھوں نے اپنی عمرِ عزیز کے اکیس سال سفر میں گزارے اور بارہ دفعہ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے[۲۲]۔ ان اسفار کا مقصد مقربان خدا سے استفادہ اور دین حق کی تبلیغ واشاعت ہوتا تھا۔ انہی اسفار میں آپ نے چودہ سو غیر معروف اور گمنام اولیاء اللہ کو دریافت کیا[۲۳]۔ ان گمنام اولیاء اللہ کے علاوہ ہزاروں مقربان رب سے ملاقاتیں کیں۔ ہزاروں لوگوں کو اسلام کے آفاقی نظام سے بہرور کیا۔ ان اسفار میں آپ نے مزدقان، ختلان، بلخ، بدخشاں، ختا، یزد، شام، بغداد، روم، ماوراء النہر، بیت المقدس، سیلون، ایلاق، جبل الفتح، جزیرہ صحف، جبل لبنان، جبل القدوم، گاذرون، جبل الابواب اور کشمیر کی سیاحت کی[۲۴]۔

شاہ ہمدان کے اسفار میں کشمیر کی سیاحت نتائج کے اعتبار سے اہم ترین سیاحت مانی جاتی ہے مگر اس سفر کے پس منظر اور محرکات پر بے حقیقت کہانیوں کی تہہ در تہہ گرد جم گئی ہے اور یہ بات قدیم وجدید مورخوں اور تذکرہ نگاروں میں عام طور پر مشہور ہوگئی ہے کہ شاہ ہمدان امیر تیمور کی تہدید کے نتیجے میں کشمیر کی وادی میں وارد ہوئے۔ چنانچہ مرزا اکمل الدین محمد کامل بدخشی کشمیری (م ۱۱۳۱ھ) نے لکھا ہے۔

گر نہ تیمور شور وشر کردی　　　کسے امیر این طرف گزر کردی[۲۵]

اسی کو محمد اعظم دیدہ مری[۲۶]، حسن کھویہامی[۲۷]، حاجی حسین تبریزی[۲۸]، حاجی محی الدین مسکین[۲۹]، بروکلمان[۳۰]، طامس بیل[۳۱]، الیس۔ ایم۔ اسٹرن[۳۲]، مولانا عبدالحی[۳۳]، علی اصغر حکمت[۳۴]، پروفیسر محب الحسن[۳۵]، پروفیسر محمد ریاض[۳۶]، ڈاکٹر پارمو[۳۷]، بامزے[۳۸] اور ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر[۳۹] نے بھی قبول کیا ہے۔

مگر حالات وواقعات کا تجزیہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ امیر تیمور اور شاہ ہمدان

کے درمیان مخاصمت یا کدورت کی کہانی محض سخن طرازی ہے۔ تیمور بقول یزدی ۷۸۸ھ یا ۷۸۹ھ میں ایران و عراق کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا[۲۹] جبکہ شاہ ہمدان ۷۸۶ھ میں انتقال کرتے ہیں۔ لہٰذا امیر تیمور کی تہدید کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے؟

پروفیسر رفیقی نے اس افسانہ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کبرویہ سلسلہ کے صوفیا مسلم ممالک میں دور دور تک جاتے تھے۔ خاص طور پر علاء الدّولہ سمنانی کے پیروکاروں نے اسلامی تبلیغی سرگرمیوں میں زبردست دلچسپی اور سرگرمی دکھائی۔ صرف سید علی ہمدانی اور ان کے رفقا ہی نے ان کو نہیں چھوڑا۔ خانقاہ سمنانیہ کے فیض یافتہ دوسرے صوفیا جنوبی ہند کے شہر گلبرگہ تک پہنچ گئے۔ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی (م ۱۴۰۵ء) جو کچھ دیر تک سید علی ہمدانی کے بھی ہم رکاب تھے، لکھنو کے نزدیک شہر فیض آباد کے گاؤں کچوچہ میں سکونت پزیر ہو گئے تھے[۳۰]۔ اس بات کی وافر شہادت دستیاب ہے کہ تیمور سادات کا مخالف نہیں تھا اور اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے سید علی الہمدانی اور ان کے ساتھیوں کو کشمیر جانے پر مجبور کیا ہو۔ اصل میں کشمیر میں نئی نئی ہی مسلم حکومت قائم ہو گئی تھی اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے مناسب حالات پیدا ہو گئے تھے اس لیے سید علی ہمدانی نے کشمیر کا رخ کیا ہوگا۔ مزید برآں سید علی ہمدانی اکیلے کشمیر نہیں گئے تھے۔ ان کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھی تھی، جن میں کے سب علوی سادات ہی نہیں تھے۔ علاوہ ازیں سید علی ہمدانی نے برسوں پہلے سید تاج الدین اور سید حسین کو کشمیر کے حالات سے جانکاری حاصل کرنے کے لیے کشمیر بھیجا تھا[۳۱]۔

پروفیسر رفیقی کے ان خیالات کی تائید تیمور کے اس بیان سے ہوتی ہے جو ملفوظات تیموری میں موجود ہے۔ چنانچہ تیمور لکھتا ہے "میں نے حکم دیا کہ تمام اہم مواقع پر سادات اور اہل علم میرے دائیں طرف بیٹھے ہونے چاہئیں۔ میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ سادات کی کبھی بھی توہین نہ کی جائے اور نہ ان کو برا بھلا کہا جائے اور میں نے ان کے مقید کرنے اور قتل کرنے سے منع کیا"[۳۲]۔ ظفر نامہ کے ان ابیات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

ندیدی کس از خویش و از اجنبی — گرامی تر از اہل بیت نبیؐ
بجان معتقد بود سادات را — ہماں اہل تقویٰ و طاعات را[۳۳]

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ ہمدان کے ذریعہ کشمیر کی تقدیر بدل دینا چاہی جو

انھوں نے بدل کر رکھ دی۔ قدیم تذکروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کشمیر کے سفر پر شاہ ہمدان ایک غیبی اشارہ پر روانہ ہوئے تھے۔ ملا حیدر بدخشی نے منقبۃ الجواہر میں قوام الدین بدخشی اور خواجہ اسحاق ختلانی سے روایت کی ہے کہ "جناب سیادت، رو بقبلہ بیٹھے تھے کہ سرور کائنات و فخر موجودات صلعم جلوہ گر ہوئے۔ فرمایا "میرے بیٹے کشمیر جا اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا اگرچہ وہاں کچھ لوگ شرف اسلام سے مشرف ہوئے ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں سے بدتر ہیں۔ احکام اسلام نہیں جانتے اور کفر و اسلام میں امتیاز نہیں کرتے۔ اس کے بعد جناب سیادت کشمیر روانہ ہوئے[44] اس بیان سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ شاہ ہمدان تیمور کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ ارشاد رسولؐ کے تحت کشمیر میں وارد ہوئے تھے۔ ‡

شاہ ہمدان کشمیر میں کب اور کتنی بار تشریف لائے اس بارے میں مورخین اور تذکرہ نگاروں کے درمیان خاصا اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ شاہ ہمدان کے قریب العہد مورخ اور تذکرہ نگاران کی ایک ہی سیاحت کشمیر کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ سیاحت سلطان قطب الدین (۱۳۷۳ء – ۱۳۸۹ء) کے دور حکومت میں عمل میں آئی ہے۔ مرزا حیدر نے تاریخ رشیدی میں کشمیر میں شاہ ہمدان کی ایک سیاحت کا ذکر کیا ہے[46] ابوالفضل نے بھی آئین اکبری میں ایک ہی سیاحت کا ذکر کیا ہے[47] سید علی[48] (۱)، بہارستان شاہی[49]، حیدر ملک چاڈورہ[50] بھی ایک ہی سیاحت کے قائل ہیں۔ محمد اعظم[50]، حسن کھویہامی[51] اور مسکین[52] تین سیاحتوں کے قائل ہیں اور اسی رائے کو ایم۔ ڈی۔ صوفی[53]، پروفیسر محمد ریاض[54]، پروفیسر محب الحسن[55]، ڈاکٹر فاروق بخاری[56]، ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر[57] اور بامزئی[58] نے بھی قبول کیا ہے۔

شاہ ہمدان کے سال قدوم پر بھی مورخین اور تذکرہ نگار متفق نہیں ہیں۔ سید علی نے اپنی تاریخ کشمیر میں آمد شاہ ہمدان کا سال ۷۸۶ھ[59] دیا ہے اور ساتھ ہی خاوری کا یہ قطعہ تاریخ

---

‡ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار خواب میں ممکن ہے اور اللہ کے نیک بندوں کو ہوتا بھی ہے۔ البتہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ کی وفات کے بعد کسی کو بیداری کی حالت میں بھی آپ کی رویت اور آپ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا دعوی کرے تو یہ دعوی بے دلیل ہوگا پھر یہ کہ جس معاملہ میں گفتگو ہوئی ہے وہ نہ خود اس کے لیے حجت ہوگی اور نہ کسی دوسرے کے لیے۔ اسے ارشادِ رسول کہنا بڑی زیادتی ہے۔ صوفیاء کی طرف اس طرح کی جو باتیں منسوب کی جاتی ہیں ان کی صحت تحقیق طلب ہے (جلال الدین)

بھی لکھا ہے۔

میر سید علی، شہ ہمدان — سیر اقلیم سبعہ کردہ نکو
شد مشرف زمقدمش کشمیر — اہل آں شہر از وے ہدایت جو
سال تاریخ مقدم او را — گفت از مقدم شریف بجو[۶۰]

جس سے ۷۸۵ھ مستفاد ہوتا ہے۔ گمان یہی ہے کہ سید علی بھی ۷۸۵ھ ہی کے قائل تھے اسی لیے "مقدم شریف بجو" کا قطعہ دیا ہے۔ ۷۸۶ھ کو کاتب کی غلطی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ "مقدم شریف بجو" سے کسی بھی صورت میں ۷۸۶ھ نہیں نبتا ہے۔ صاحب بہارستان شاہی نے ۷۸۳ھ کا سن دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض کے خیال میں شاہ ہمدان ۷۷۳ھ میں کشمیر میں داخل ہوئے[۶۱] مورخ حسن جو تین سیاحتوں کے قائل ہیں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ہمدان ۷۷۴ھ، ۷۸۱ھ اور ۷۸۵ھ میں کشمیر میں تشریف لائے[۶۲] حاجی محی الدین مسکین نے بھی انہی تین سنین کو قبول کیا ہے اگرچہ تیسری سیاحت کا سن ۷۷۵ھ دیا ہے[۶۳] جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسری سیاحت کا سن مسکین نے ۷۸۱ھ دیا ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ ایم۔ ڈی۔ صوفی پروفیسر محمد ریاض، پروفیسر محب الحسن، ڈاکٹر سید فاروق بخاری اور ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر بھی ان ہی تین سیاحتوں کے قائل ہیں۔ ڈاکٹر آر۔ کے۔ پارمو ۷۸۱ھ والی سیاحت کے قائل ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ہمدان نے یہاں چھ سال تک قیام کیا[۶۴] پروفیسر رفیق ۷۸۳ھ والی ایک سیاحت کے قائل ہیں[۶۵]

ہمارا خیال ہے کہ شاہ ہمدان کشمیر میں ۷۸۵ھ میں سلطان قطب الدین کے زمانے میں تشریف لائے۔ منقبۃ الجواہر سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ حیدر بدخشی رقم طراز ہیں کہ "جب جناب سیادت کا قدم اس ملک پر پڑا، پہنچتے ہی بادشاہ آکر مرید ہوا۔ سلطان قطب الدین نے کشمیر میں تاریخ ورود اس طرح کہی۔

چوں آمد آں شہ ملک ولایت — گرفت کشمیر از اسلام رایت
بگفتند از کہ یافتہ تربیت ایں — ازاں گفتم کہ ازاں شاہ ہدایت[۶۶]

"ازاں شاہ ہدایت" سے ۷۸۵ھ مستفاد ہوتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس سے پہلے شاہ ہمدان کشمیر تشریف لائے ہوتے تو سلطان قطب الدین بھی اسی وقت مرید ہو گئے ہوتے۔ کتب تواریخ میں مذکور ہے کہ جب

شاہ ہمدان کشمیر تشریف لائے تو اس وقت سلطان شہاب الدین محاذ جنگ پر تھا اور قطب الدین نے ان کا استقبال کیا۔[۶۷] اگر اس بیان کو صحیح مان لیا جائے تو قطب الدین اسی وقت مرید بھی ہو گئے ہوتے پھر ۷۸۵ھ میں مرید ہونے اور تاریخ قدوم لکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سید محمد خاوری کے قطعہ تاریخ قدوم سے بھی اس خیال کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔[۶۸]

سلطان قطب الدین اور ان کے وزرا شاہ ہمدان اور ان کے رفقا کو عزت و احترام کے ساتھ شہر لائے۔ سرینگر میں شاہ ہمدان نے موجودہ خانقاہ معلیٰ کے پاس قیام فرمایا اور وہاں ایک صفہ قائم کیا۔ جہاں آپ اور آپ کے ساتھیوں نے پہلی بار نماز با جماعت اور نماز جمعہ قائم کی۔ سلطان قطب الدین بھی یہیں پر حاضر خدمت ہوتے تھے۔[۶۹]

شاہ ہمدان کے ورود کشمیر کے وقت مسلمان اقلیت میں تھے۔ لباس، رہن سہن عادات و اطوار میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فرق کرنا مشکل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ علاء الدین پورہ موجودہ خانقاہ معلیٰ میں ایک مندر تھا جہاں پر ہندوؤں کے ساتھ ساتھ مسلمان بادشاہ اور رعایا بھی پوجا کے لیے جاتے تھے۔ قحط سالی سے بچنے کے لیے بادشاہ نے یگیہ کیا اور برہمنوں کو تحائف دیے۔ سلطان قطب الدین نے شریعت اسلامی کے بالکل برعکس بیک وقت دو سگی بہنوں کو عقد نکاح میں رکھا تھا۔ شاہ ہمدان نے اس غیر اسلامی طرز عمل پر کڑی نکتہ چینی کی جس کے نتیجے میں سلطان نے ایک بیوی کو طلاق دے دی۔ شاہ ہمدان ہی کی ہدایات پر ہندوانہ لباس ترک کر کے مسلمان حکمرانوں کا لباس پہن لیا۔[۷۰]

شاہ ہمدان نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے اپنے رفقائے کار کو کشمیر کے مختلف گوشوں خاص طور پر ہندو مذہب کے مراکز مثلاً پانپور، اونتی پورہ، بیج بہاڑہ وغیرہ بھیجا۔[۷۱] جہاں پر انھوں نے مراکز تعمیر کیے اور اشاعت اسلام میں مشنری جذبہ کے ساتھ لگ گئے۔ شاہ ہمدان اور آپ کے رفقاء کے علم و فضل، زہد و ورع، تہذیب و اخلاق، روحانیت کے اعلیٰ مدارج اور پرخلوص دعوت دین سے کشمیر کے لوگ جوق در جوق آغوش اسلام میں آ گئے۔ اندازہ ہے کہ ہزاروں نفوس اسلام کے آب حیات سے سرفراز ہو گئے۔

"شاہ ہمدان نے کشمیر کے تعلقات ان ممالک سے قائم کیے جو اسلام، اسلامی تہذیب اسلامی فکر اور اسلامی فن و ادب کا سرچشمہ تھے۔ انھوں نے تقریباً دو سو کتابیں خود تصنیف کیں۔ ان کے رفقا بھی وسط ایشیا سے بہت سی کتابیں ساتھ لائے تھے۔ حکمران کشمیر ان کے

قدموں پر گرنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا تھا۔ مگر وہ بدستور ہاتھ سے ٹوپیاں بنا کر کسب حلال سے اپنی زندگی گزارتے تھے۔ یہی درس انھوں نے اپنے رفقا اور متعلقین کو بھی دیا تھا۔ وہ خود مسلکاً شافعی تھے وہ اگر چاہتے تو یہاں بھی بغیر کسی ادنیٰ مشکل کے اس مسلک کو پھیلاتے مگر چونکہ ان کے پیش رو مبلغ سید شرف الدین عبدالرحمٰن بلبلؒ حنفی تھے اور فقہی مسائل میں اسی مسلک کے مطابق تبلیغ کی تھی، اس لیے شیخ ہمدانی نے بھی اسی مسلک کو برقرار رکھا اور اسی کے مطابق لوگوں کو عبادت و عقائد کی تعلیم دی۔[۵۴]

شاہ ہمدان اور ان کے ساتھی کشمیریوں کے لیے کوئی بوجھ نہیں بنے۔ یہ حضرات اپنے ساتھ ایرانی صنعت و حرفت بھی لائے۔ انہی حضرات کی کاوشوں سے کشمیر میں کئی دست کاریوں کا رواج ہوا۔ ان دستکاریوں کی وجہ سے کشمیر کو بڑی شہرت ملی اور کشمیری مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی بہتر ہوئی۔ آج بھی کشمیر ان دست کاریوں کی وجہ سے چار دانگ عالم میں مشہور ہے۔

غرض شاہ ہمدان نے یہاں کی تہذیب و تمدن، مذہب و اخلاق اور صنعت و حرفت کو بدل ڈالا۔ کشمیر پر ان کے اس احسان عظیم کا اعتراف ہر دور کے علماء و فضلاء اور صوفیائے کرام نے کیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو "کوچہ امیر کا گدا" تصور کرتے ہیں اور ان کی ذات والاصفات سے عشق کا اظہار والہانہ انداز میں کرتے ہیں اس سلسلہ میں شیخ یعقوب صرفی، مرزا اکمل الدین بدخشی اور خواجہ حبیب اللہ نوشہری کا نام لینا کافی ہوگا۔[۵۵] اقبال نے بھی جاوید نامہ میں شاہ ہمدان کی خدمات عالیہ کا اعتراف اس طرح کیا ہے۔

سید السادات سالار عجم — دست او معمار تقدیر امم
تاغزالی درس اللہ ہو گرفت — ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر — میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہ دریا آستیں — داد علم و صنعت و تہذیب و دین
آفرید آں مرد ایران صغیر — با ہنرہائی غریب و دل پذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہی بدہ[۵۶]

شاہ ہمدان ۷۸۶ھ میں یہاں سے مراجعت فرماتے ہیں جس کی وجہ بعض مورخین کے نزدیک یہ تھی کہ چونکہ سلطان قطب الدین نے شاہ ہمدان کی خواہش کے مطابق مکمل

طور پر اسلامی شریعت نافذ نہیں کی بلکہ سیاسی مصلحتوں سے کام لیا تو آپ نے بددل ہوکر کشمیر کو خیر باد کہا[۵] مگر یہ رائے قابلِ قبول نہیں ہے۔ تذکروں اور کتبِ تواریخ میں مذکور ہے کہ سلطان نے شاہ ہمدان کو روکنے کی کافی کوشش کی مگر آپ نے نہیں مانا البتہ آپ نے سلطان کی درخواست پر میر حاجی محمد کو شرعی معاملات میں راہنمائی کے لیے یہیں رکنے کا حکم دیا[۶]۔ ظاہر ہے کہ یہ بات جب ہی ممکن ہوسکتی تھی جب سلطان اور شاہ ہمدان کے تعلقات استوار رہے ہوں۔

شاہ ہمدان جب کنار پہنچ گئے تو یہاں کے سلطان خضر نے انھیں چند دن قیام فرمانے پر آمادہ کیا۔ یہیں پر آپ بیمار ہوئے اور چھ ذی الحجہ ۷۸۶ھ ۱۹ جنوری ۱۳۸۵ء کو تہتر[۷] سال کی عمر میں راہ سپار عالم آخرت ہوئے[۸] بعد میں آپ کی میت کو ختلان لیجایا گیا جہاں آپ کو ۲۵ جمادی الاولیٰ ۷۸۷ھ ۱۴ جولائی ۱۳۸۵ء کو سپردِ خاک کیا گیا[۹]۔

مراجع

۱۔ اقبال، ایس۔ایم۔ دی کلچر آف کشمیر (ترتیب) مقالہ "ایڈوینٹ آف اسلام ان کشمیر" (مرلدہ پبلیکیشنز نئی دہلی۔۱۹۷۸ء) ص۲۲۰

۲۔ زلشی، این۔کے سلطان زین العابدین بڑشاہ آف کشمیر (لکھنو ۱۹۷۶ء) ص ۴-۵

۳۔ عبدالحی، مولانا۔ نزہتہ الخواطر (حیدرآباد، دکن) ج ۲، ص۸۷

۴۔ بروکلمان، ج ۲ ص۲۱۱

۵۔ صوفی، جی۔ایم۔ڈی۔ کشمیر (نئی دہلی ۱۹۷۴ء) ج ۲ ص۸۵۔

۶۔ مسکین، حاجی محی الدین۔ تحائف الابرار (امرتسر ۱۳۲۱ھ) ص۱۱

۷۔ رحمان علی۔ تذکرہ علمائے ہند (نولکشور پریس ۱۹۱۷ء) ص۱۴۸

۸۔ الزرکلی، خیرالدین۔ قاموس الاعلام، ج ۵ ص

۹۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لیڈن ۱۹۶۰ء) ج ۱ ص۳۹۲

۱۰۔ سہ ماہی اقبال (لاہور، جون ۱۹۷۲ء) مقالہ "شاہ ہمدان" ص۷

۱۱۔ کشمیر انڈر سلطانز (سرینگر، ۱۹۷۴) ص۵۵

۱۲۔ صوفی ازم ان کشمیر ص۳۱

۱۳۔ اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر (دہلی ۱۹۶۹ء) ص۱۰۲

۱۴ اے ہسٹری آف کشمیر (دہلی) ص ۵۲۵

۱۵ بدخشی، نورالدین جعفر ۔ خلاصۃ المناقب (قلمی) بحوالہ سید میر علی الہمدانی ۔ از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر (دہلی ریپرنٹ) ص ۱۵ ۱۶ ایضاً ص ۱۵ ۱۷ خلاصۃ المناقب بحوالہ سید میر علی الہمدانی ص ۱۷

۱۸ خلاصۃ المناقب بحوالہ صوفی ازم ان کشمیر ص ۳۱ ۱۹ خلاصۃ المناقب بحوالہ سید میر علی الہمدانی ص ۲۰

۲۰ ایضاً ۔ جامی، عبدالرحمان ۔ نفحات الانس (کتاب فروش سعدی، ۱۳۲۷ قمری) ص ۴۴۷-۴۸۰

۲۱ نوری، عبدالوہاب ۔ فتحات الکبرویہ، قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری، یونیورسٹی آف کشمیر سرینگر نمبر ۸۲۶ ص ۲۲۶

۲۲ خلاصۃ المناقب بحوالہ کشمیر میں اسلام کی اشاعت از ڈاکٹر محمد فاروق بخاری ص ۶۲

۲۳ ایضاً ص ۴ ۲۴ لطائف اشرفی بحوالہ بزم صوفیہ از سید صباح الدین عبدالرحمان ص

۲۵ بحرالعرفان (قلمی) بحوالہ کشمیر میں اسلام کی اشاعت ص ۷۳

۲۶ واقعات کشمیر (قلمی) نسخہ ریسرچ لائبریری سرینگر

۲۷ تاریخ کشمیر ادارہ تحقیقات ونشریات سرینگر ج ۳، ص ۱۳۰

۲۸ روضات الجنات بحوالہ سید میر علی الہمدانی ص ۶۷

۲۹ اسرارالابرار ص ۱۶ ۳۰ تکملہ ج ۳ ص ۳۸

۳۱ اورئنٹل بیوگرافیکل ڈکشنری، ص ۳۳۸ ۳۲ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱، ص

۳۳ نزہۃ الخواطر ج ۲، ص ۸۷ ۳۴ یغما بحوالہ سید میر علی الہمدانی ص ۶۳

۳۵ کشمیر انڈر سلطانز ص ۵۶ ۳۶ سہ ماہی اقبال ص ۷۴-۷۶

۳۷ اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر ص ۱۰۳ ۳۸ اے ہسٹری آف کشمیر ص ۵۲۵

۳۹ سید میر علی الہمدانی ص ۶۲-۷۱ ۴۰ یزدی ۔ ظفرنامہ ج ۱، ص ۲۸۷

۴۱ صوفی ازم ان کشمیر ص ۳۴ ۴۲ ایضاً

۴۳ ملفوظات تیموری (انگریزی ترجمہ اسٹوارٹ) ص ۱۳۱ ۴۴ ظفرنامہ ج ۱، ص ۶

۴۵ منقبۃ الجواہر، مع اردو ترجمہ (سرینگر ۱۴۰۵ھ) ص ۱۷۴-۱۷۵

۴۶ تاریخ رشیدی (انگریزی ترجمہ پٹنہ ۱۹۷۳ء) ص ۴۳۲-۴۳۳

۴۷ آئین اکبری (لکھنؤ ۱۸۶۹ء) ج ۲، ص ۱۸۵

۴۷ (ا) تاریخ کشمیر (قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سرینگر نمبر ۷۳۹) برگ ۲

۴۸ بہارستان شاہی (مقدمہ وتحقیق وترتیب ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری، انجمن شرعی شیعان، بڈگام، کشمیر ۱۹۸۲ء) ص ۲۶۶

۴۹ء تاریخ کشمیر (قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سرینگر نمبر ۳۹) ص ۴۲
۵۰ء واقعات کشمیر (قلمی) ص ۳۸ ۵۱ء تاریخ حسن ج ۳ ص ۱۴-۱۵
۵۲ء اسرار الابرار ص ۱۲-۱۴ ۵۳ء کشمیر ج ۱، ص ۸۶
۵۴ء سہ ماہی اقبال، ص ۷۸-۷۹ ۵۵ء کشمیر انڈر سلطانز ص ۵۵-۵۶
۵۶ء کشمیر میں اسلام کی اشاعت ص ۱۱۲، ص ۱۱۵، ص ۱۲۲
۵۷ء میر سید علی الہمدانی ص ۷۲-۷۸ ۵۸ء اے ہسٹری آف کشمیر ص ۵۲۵
۵۹ء تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۳ ۶۰ء ایضاً برگ ۴
۶۱ء بہارستان شاہی ص ۲۶۶ ۶۲ء تاریخ حسن ج ۲ ص ۱۷۳-۱۷۵
۶۳ء اسرار الابرار ص ۱۲ ۶۴ء اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر ص ۱۰۳-۱۰۴
۶۵ء صوفی ازم ان کشمیر ص ۳۶ ۶۶ء منقبۃ الجواہر، ص ۲۱۲
۶۷ء تاریخ حسن ج ۲، ص ۱۷۳ ۶۸ء تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۳
۶۹ء بہارستان شاہی ص ۲۶۶، فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۴۴
۷۰ء فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۴۴ ۷۱ء سید علی۔ تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۷-۹
۷۲ء کشمیر میں اسلام کی اشاعت ص ۱۲۳
۷۳ء دیکھئے دیوان صرفی۔ مرتبہ حبیب اللہ کاملی، بحر العرفان از شیخ اکمل الدین بدخشی بروکاز پریس ۱۳۸۱ھ ج ۱، خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی منقبت کے لیے دیکھئے رسالہ ہمدانیہ مع اردو ترجمہ سرینگر، ۱۹۷۷ء۔ ۷۴ء جاوید نامہ ص ۱۸۵
۷۵ء بہارستان شاہی ص ۲۶۶ ۷۶ء فتحات الکبرویہ برگ ۱۵ اب بحوالہ کشمیر انڈر سلطانز ص ۵۷
۷۷ء خلاصۃ المناقب بحوالہ صوفی ازم ان کشمیر ص ۳۹، فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۵۴، ۷۸ء ایضاً

اسلامی معاشرت پر مولانا سید جلال الدین عمری کی کتاب

مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں کیا ہیں • قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی نوعیت کی ایک مستند کتاب۔ صفحات قیمت مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی
پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱ سے طلب کریں